منشی حسین آباں لکھنؤ

آبا میہ شن کا چھتیسواں سلسلہ



مطبوعہ فراز قومی پریس کلوریہ ایسٹ لکھنؤ

شیعوں کا واحد علمی ادبی تاریخی تمدنی مذہبی اور تبلیغی ماہانہ

رسالہ حقائق لکھنؤ

مذہب کے خزانوں کا پاسبان

اگر آپ ضرورت زمانہ کے مطابق اور اپنی قوم کے شایان شان صوری و معنوی دونوں حیثیتوں سے بلند رسالہ کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو "حقائق" کی خریداری قبول فرمائیے جسمیں ملک اور قوم کے مستند اہل قلم حضرات کے گرانقدر علمی و ادبی مضامین کیساتھ ساتھ حضرت سید العلماء مدظلہ (سرپرست جامعہ ناظمیہ) کے قلم معجز رقم سے تفسیر کلام پاک کا بیش بہا سلسلہ بھی برابر جاری ہے۔ اگر آج آپ نے توسیع اشاعت کے ذریعہ اس رسالہ کی بنیادوں کو مضبوط کر دیا تو کل یہ آپ اور آپکے مذہب کے لئے ایک مستحکم قلعہ کا کام دے گا۔

چندہ سالانہ چار روپیہ شش ماہی دو روپیہ آٹھ آنے
نمونہ کے لئے چھ آنے کے ٹکٹ ارسال فرمائیے

مینجر

رسالہ "حقائق" حسین آباد لکھنؤ



امامیہ مشن کی چھتیسویں تبلیغی خدمت

(یادگار)

ولادت حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۳ رجب ۱۳۵۴ھ

یہ رسالہ چند بیش بہا مضامین نثر و نظم کا مجموعہ ہے جو حسب معمول اس مبارک تقریب کی یادگار میں پیش کیا جا رہا ہے امید ہے کہ اس کی کثیر التعداد کاپیاں خرید کر مومنین محافل محافل ولادت میں تقسیم فرمائینگے۔ والسلام

خادم ملت

سید ابن حسین عفی عنہ

سکریٹری امامیہ مشن

لکھنؤ

مطلوبِ کعبہ

۱۹۶۳ء

(از قلم حضرت سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ دام ظلہٗ)

خلیل کا بنایا ہوا گھر مدت سے چشم براہ تھا خدائے آسمانی کا اپنے سے منسوب کیا ہوا کاشانۂ ارضی سالہا سال سے مصنوعی خداؤں کا پایۂ تخت بنا ہوا تھا اور ایسے مبارک فال قدموں کا منتظر تھا جن کے آنے سے حق کی نمود اور کفر کی شکست کا مکمل مظاہرہ ہو۔ آمنہ کی تمناؤں کا چراغ اب اپنے پورے نور و ضیاء پر تھا اگر کسی پروانۂ جمال کے نہ ہونے سے افسردہ معلوم ہوتا تھا۔

وقت آگیا۔ قبیلۂ قریش کے سب سے بڑے سردار۔ مکۂ معظمہ کے سب سے ممتاز رئیس حرم الٰہی کے متولی اور خانہ کعبہ کے خزینہ دار شیبۃ الحمد عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان کی بیوی فاطمہ بنت اسد اپنے سینۂ و پہلو کے درمیان جس جلیل القدر امانت کو ودیعت رکھے تھیں اسکے ادا کا موقع آگیا۔ ادائے امانت کی تحریک دردِ زہ کی جسمانی تکلیف کی صورت میں شروع ہوئی۔ اور موحد خدا پرست خاتون سرزمین مکہ کی شاہزادی بتوں سے نہیں بلکہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے گھر سے برکت حاصل کرنے کے لئے خانہ کعبہ کے پشت کی جانب والی دیوار کی طرف گئی۔

(۱) اخبار "تعمیر" فیض آباد رجب نمبر

نور کی تڑپ تھی۔ نازل ہونیوالی آیت الٰہی کا جاہ و جلال تھا بطور پر نمودار ہونیوالی بجلی سے زیادہ کوئی چمک تھی، خدا کا ارادہ تھا، امر الٰہی کا اشارہ تھا، کاف "کن" کا مرکز تھا قلم قدرت کی کشش تھی کہ دیوار میں شگاف پیدا ہوا۔ دروازہ بن گیا اور راستہ نکل آیا۔ موسیٰ کی ماں کے دل پر ہونیوالی باطنی وحی کی ایسی کوئی روحانی تحریک تھی جس نے نہ خوف طاری ہونے دیا نہ ہراس نہ قدم کو پیچھے ہٹایا۔ نہ چہرہ کو برگشتہ کیا۔ کہا اور دل سے کہا کہ قدم آگے بڑھاؤ۔ دروازہ تمہارے لئے کھلا ہے۔ راستہ تمہارے واسطے بنا ہے۔ اندر جاؤ۔ تم مہمان ہو۔ گھر کے مالک کی جانب سے ضیافت ہے، اور خدا کا کاشانہ تمہارے لئے زچہ خانہ ہے۔"

فاطمہ اندر چلی گئیں۔ دیوار اپنی اصل شکل میں تھی۔ دروازہ بھی بالکل مقفل تھا قدس کے حجاب تھے، قدرت کے پردے تھے، مشیت ازلی کا انتظام تھا اور سطوت و جبروت خداوندی کا پہرہ لگا تھا۔ مجال نہ تھی کسی کی گھر کے اندر قدم رکھ سکے۔ خدا کے نور، راز قدرت کے ظہور کا ہنگام۔ آخر اس تمام انتظام کیساتھ وہ مولود دنیا میں آیا جسکا نام تھا **علی بن ابیطالب**"۔

علیؑ کی یہ خصوصیت جاہل اور بے خبر یا متعصب اور خود غرض افراد کی طرف سے مورد انکار بنے تو بنے لیکن باخبر اور واقفکار نیز سنجیدہ غیر متعصب اور دانا

مورخین جس فرقہ اور جماعت کے بھی ہوں انھیں اس کا اعتراف ہے اور وہ اس کے کسی صورت سے منکر نہیں ہیں۔

امامیہ مشن کا شائع کردہ رسالہ "علی اور کعبہ" پورے طور سے اُن علمائے اسلام اور مورخین کی فہرست پیش کرتا ہے جو اس حقیقت کے تسلیم کرنیوالے اور اسکے مقر ہیں اور انھوں نے اپنی کتابوں میں اسکو لکھا ہے۔

مسعودی ایسا مورخ جس کی نسبت شبلی صاحب فرماتے ہیں "یہ فن تاریخ کا امام ہے۔ اسلام میں اسکا جواب کا برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہیں ہوا" وہ صاف لکھتا ہے کان مولدہ فی الکعبۃ "علی کی ولادت کعبہ میں ہوئی تھی"۔

شاہ ولی اللہ دہلوی ایسے محدث جو ہندوستان میں بارہویں صدی کے مجدد مانے گئے ہیں اور "بیہقی ہند" کہے گئے ہیں ازالۃ الخفا میں تحریر فرماتے ہیں

قد تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المؤمنین علیا فی جوف الکعبۃ فانہ ولد یوم الجمعۃ الثالث عشر من شہر رجب بعد عام الفیل بثلثین سنۃ فی الکعبۃ ولم یولد فیھا احد سواہ قبلہ ولا بعدہ۔

"یہ امر تواتر کی حد کو پہونچ گیا ہے (یعنی اسمیں شک و شبہہ کی گنجایش نہیں ہے) کہ فاطمہ بنت اسد کے بطن سے امیر المومنینؑ کی ولادت خاص کعبہ کے اندر ہوئی تھی۔ آپ روز جمعہ تیرہ ۱۳ رجب عام الفیل سے تیس ۳۰ برس کے بعد کعبہ میں متولد ہوئے

اور آپ کے پہلے یا بعد کوئی شخص وہاں پیدا نہیں ہوا"

ابن صباغ مالکی نے "فصول مہمہ" میں واضح طریقہ سے لکھا ہے کہ

لم یولد فی البیت الحرام قبلہ احد سواہ وھی فضیلۃ خصہ اللہ تعالیٰ بھا اجلالا واعلاء لمرتبتہ واظہارا لکرامتہ۔

"خانہ کعبہ میں آپ کے پہلے کوئی پیدا نہیں ہوا اور یہ وہ فضیلت ہے جس کے ساتھ حضرت احدیت نے آپ کے مرتبہ و منزلت کے اظہار کیلئے آپ کی ذات کو مخصوص قرار دیا۔

یہ امر واقعی حیرت انگیز ہے کہ پیغمبر کے عزیز ترین بھائی اور ابن عم اور داماد کیساتھ بعض مسلمانوں کو یہ معلوم کیا کاوش پیدا ہوگئی کہ ایسی باتیں جو صرف ایک فضیلت و شرف کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان کے تسلیم کرنے میں کسی اختلافی عقیدہ پر کوئی اثر بھی نہیں پڑتا یعنی اصولی حیثیت سے حضرت علیؑ کے اس شرف "ولادت کعبہ" کو تسلیم کرنے سے کسی کے اعتقاد کو کوئی صدمہ نہیں پہونچ سکتا نہ خلافت کے مسائل کیساتھ اس کا کوئی تعلق ہے لیکن بعض حلقوں سے اسکے بھی انکار کرنے یا مشکوک بنانے یا اسکے مقابلہ میں حکیمہ بنت حزام کی ولادت کے افسانہ کے تراشنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔

بہرحال مذکورہ بالا تحقیق پسند علماء کے تصریحات کی موجودگی میں اس قسم کی تنگ نظریوں کا کوئی اثر نہیں ہے اور علی بن ابیطالبؑ کی فضیلت مشتبہ اور مشکوک نہیں بن سکتی۔

علی نقی النقوی عفی عنہ

آغوشِ کعبہ میں گوہرِ مراد[۲]

ولادت کے بعد بچپنا

اور

طفلی کا زمانہ

(از حضرت سید العلماء دام ظلہٗ)

وہ کعبہ کی چار دیواری جس کو خلیل و ذبیح کے مقدس اور پاک ہاتھوں نے بحکم خدا خاص طہارت کے انتظام کیساتھ قائم کیا تھا آج کسی مولود کیلئے خالی کردی گئی تھی۔ بچہ دنیا میں آیا اور آتے ہی سجدۂ خالق بجالایا۔ طاق کعبہ پر قائم شدہ بت سرنگوں نظر آئے اسلئے کہ بت شکن کی آمد تھی۔ رمز توحید اور ناز قدرت قدرتی پردوں میں جلوہ نما تھا اسلئے دنیا کی کوششیں اس تک پہونچنے سے کوتاہ۔ دیوار و در کسی جانب سے راستہ ممکن نہیں تفضل ایسا بند ہوا کہ انسانی ہاتھ اس کے کھولنے سے عاجز۔ بیشک جب قدرت کی رازداری کی میعاد مکمل ہوگئی جذب فطری تھا۔ روحانی کوشش تھی اور غیبی لاکی جس نے ابوطالب کے پروردہ عبد قصد کے یتیم۔

قبیلۂ قریش کے مسلّم شدہ "امین" تازہ مولود کے بڑے بھائی کے دل میں

(۲) اخبار شیعہ لاہور رجب نمبر ۱۲

جذبۂ شوق پیدا کیا کہ اب وہ خانۂ خدا، مولود کے محل ولادت کی طرف ہمہ تن متوجہ بنا ہوا روانہ ہو۔ دیوار بند تھی۔ مگر عجیب ربط عجیب تعلق کہ ادھر جمال محمدی کا کعبہ کے قریب پہونچنا اور ادھر پھر حصار کعبہ کا "خندۂ زیر لب" کیساتھ کھلجانا۔ جو دروازہ اندر جانے کیلئے کھولا گیا تھا اور پھر بند کر لیا گیا تھا وہ باہر نکلنے کے لئے پھر کھول دیا گیا۔

معزز خاتون اپنے تازہ مولود کو لئے ہوئے شاندار طریقہ سے ضیافت خانہ سے رخصت ہوئی۔ باہر آئی اور اپنے آغوش کے پروردہ یا بڑے بیٹے کو سامنے آتے دیکھا خوشی کی انتہا نہ رہی ہوگی۔ مقدس بچہ مقدس ہاتھوں میں دیدیا گیا گویا ایک امانت تھی جو اصلی مالک کے سپرد کر دی گئی بند آنکھیں جو ابھی تک کھلی نہیں تھیں جمال مطلوب کا جلوہ پاکر کھل گئیں۔ اور "علی" نے "محمدؐ" کے رخ کا مشاہدہ کیا۔

اسلام کی قسمت اسوقت مسکرا رہی تھی اور توحید بالیدہ ہو رہی تھی۔ گویا "دو دل" تھے جو آج "ایک" ہو رہے تھے اور اسلئے کفر کے پہاڑوں میں جنبش تھی۔

قدرت کو اس تحادسے نہ معلوم کیا کیا فائدے اٹھانا تھے۔ پہلے ہی سے اس کے سامان کئے گئے تھے۔ پیغمبر کے باپ ماں بچپنے سے اٹھائے نہ جاتے تو ابوطالب اور فاطمہ بنت اسد کی آغوش میں محمد مصطفےٰ ؐ کی تربیت سے شرفیاب کیونکر ہوتیں پورے تیس برس کی عمر رسولؐ خدا کی ہو چکی تھی اسوقت ابوطالب اور بنت اسد کے

یہاں علی کی ولادت ہوئی۔

ابھی علی کی عمر چار یا پانچ برس کی تھی کہ مکہ معظمہ میں قحط سالی کی شدت ہوئی عباس بن عبدالمطلب اور حضرت رسولخدا میں یہ مشورہ ہوا کہ ابو طالب کثیر العیال ہیں۔ کچھ انکے بار کو کم کر دیا جائے۔ آخر کار دونوں بزرگ ابو طالب کے پاس ہر ایک نے یہ خواہش پیش کی کہ آپ اپنے بچوں میں سے ایک ایک کو ہمارے سپرد کر دیجئے ابو طالب نے عقیل کو اپنے پاس رکھ لیا جعفر کو عباس لے گئے۔

علیؑ تھے کہ جو محمدؐ کے حصہ میں آئے۔ اب پورے طور پر علی بن ابیطالب کی تربیت حضرت محمد مصطفےٰؐ سے متعلق تھی۔ گویا رسولؐ اس فرد کو بالکل اپنے سانچہ میں ڈھال رہے تھے خوبو، اخلاق آداب، ایک آئینہ تھا جس کی جلا ہو رہی تھی اور جتنی صیقل بڑھتی جاتی صورت کے خط و خال زیادہ نمایاں ہوتے جاتے تھے۔

نہج البلاغہ میں حضرت علیؑ نے اپنے اس بچپنے کے دور کی حالت اس ایک جملہ میں بیان فرمائی ہے کہ کنت اتبعہ اتباع الفصیل اثر امہ "میں اس کے ساتھ ہر وقت اس طرح رہتا تھا جیسے ناقہ کا بچہ اپنی ماں کے ساتھ"۔

قوت ادراک کا یہ عالم کہ فرماتے ہیں کنت اری نور النبوۃ واشم ریح الرسالۃ "میں نبوت کی روشنی دیکھتا تھا اور رسالت کی خوشبو سونگھتا تھا۔

بیشک اس صورت حال میں یہ سوال اٹھانا تو بالکل بیجا ہے کہ علیؑ نے اسلام کس وقت قبول کیا۔

علیؑ کے اسلام کو رسولؐ کی نبوت کیساتھ ساتھ سمجھنا چاہیئے اور یقیناً آپس کوئی فرق نہیں ہے۔

بے شک وہ بچپنے کا اتحاد جوانی میں رہا۔ اور اُس کا مظاہرہ نصرت و حمایت کی صورت میں ظاہر ہوا اور وہی آخر تک باقی رہا۔

اور اسی لئے رسولؐ کی محبت علیؑ کی محبت کے بغیر ممکن نہ رہی اور علی کا بغض رسولؐ کے بغض سے علیحدہ نہ رہا یا علی انت منی وانا منک من احبک فقد احبنی ومن ابغضک فقد ابغضنی رسولؐ کی حدیثیں ہیں جنمیں مسلمانوں کی تنبیہ کے لئے ارشاد کیا گیا آنکھیں کھول کر دیکھنا مسلمانوں کا کام ہے۔ والسلام

گل سرسبد

(از آثار لسان الہند مولانا مرزا محمد ہادی صاحب عزیز مرحوم)

علیؑ وہ باب علم ہے جہاں میں منتہی الرسول — اسیکا نور پاک ہے لباس عصمت بتول
حقیقت اسکی جان کر میں دیم بخود ذوی العقول — نگاہ بھر کے دیکھئے تو سر بپا ولی رسولؐ

جمال میں خصال میں وقار میں شعار میں

فقیہ وہ کہ صاف کو رحم سے بچا دیا — جوان وہ کہ خون نے خود خطا لا فتا دیا
خطیب وہ فصاحت رسولؐ کو دکھا دیا — شجاع وہ کہ دشمنوں کو جنگ میں دلا دیا

ظفر قدم کیساتھ تھی ہر ایک کارزار میں

علیؑ کی یختہ کاریاں مخالفوں کی خامیاں — جلی قلم سے ہیں لکھی تمام نیک نامیاں
بنسیم فیض وجود دکھا ہیں خوشخرامیاں — خلافت اسپہ مفتخر کہ خوش ثنا ثنا ثنا ثنا

رہا ہے پیش پیش وہ نبیؐ کے کاروبار میں

وہی انیس خلوت حرم سرائے حق ہے — نظر میں اسکی یہ جہان اور بن ثبوت ہے
خدا پسند ان جو جو قوت لایموت ہے — یہی دلیل بس ہے یہی بڑا ثبوت ہے

علیؑ کے اقتدار میں علیؑ کے افتخار میں

کہاں ولادت اور کہاں وہ حق ناخدا گھر — جناب مریم آئیں تھیں نہ سکا گہوارہ

حجاب بطن فاطمہ میں کوئی راز تھا مگر　　نگاہ مضطرب میں تھا علی کے جذب کا اثر

خط تسکاف پڑ گیا جو کعبہ کی جدار میں

ہر نشہ کی ترنگ میں ہے مانہ کسکو ہوش ہے　　صراحیاں ابل رہی ہیں خمکدہ میں جوش ہے

عمامہ بن بادہ ہے عبا تو زیر دوش ہے　　اگرچہ تھوڑی دیر میں بساط میفروش ہے

کہ ضبط شوق اب نہیں کسی کے اختیار میں

بریدۂ جہاں میں ہے جلی قلم سے یہ لکھا　　حرم میں ہے رسولؐ پر نزول آیت خدا

جدار کعبہ شق ہوئی تو راز سب کھل گیا　　کشش کے بعد حرف کی وجود ہو گیا نقطہ کا

بزرگ بائے بسملہ تسکاف کے جدار میں

بتوں کے جا گتے ہوئے مقدر آج سو گئے　　تمام داغ معصیت وہاں پہونچکے دھو گئے

بغور انھوں نے بھی سنا حرم کی سمت جو گئے　　صحیفے حفظ ہو گئے علوم جذب ہو گئے

نبی نے دے جو دی زباں دہان شیر خوار میں

خدا کا شیر نور حق مراد دختر اسد　　رسولؐ کا وصی سچ خدا کا خاص معتمد

ابو الائمۃ الکرام امام دیں مستند　　لسان صدق امیر نحل امین بیضۃ البلد

ہر ایک نام سکہ زن ہے شرع کے دیار میں

وغا میں یادگار ہیں علیؑ کی گرم جوشیاں　　جہاد میں زبان دعوام سرفروشیاں

وہ خاطبوں کے باب میں خطا سے چشم پوشیاں　　جواب اہل ظلم میں سکوت اور خموشیاں

لتد اسکو نفس پر ہے جبر و اختیار میں

ہر ایک حکم اُسکا ہی جہاں میں واجب العمل　　سخن کی لاج تو رکھی ہے خجل عزت عسل
ہر ایک ذرہ اُسی در کا بندۂ اقبل　　وہ ہمتوں میں ہی ذی سخاوت اُسکی ہی مثل

غلام ہو کہ ناقہ ہو یہاں ہے کس قطار میں

زبان زد عوام ہی وہ انتہا کا خلق عام　　ذرا سا بھی نہ فرق تھا یہ خواجہ و غلام
خصوصیت کی اک نظر اسی پہ ہی علی الدوام　　گرد انبیا ہو یا ملک ذات در بام

علیؑ کی ذات منتخب ہزار در ہزار میں

ہزار جان و دل سے ہیں ملک فدائے مرتضیٰ　　خود انبیا نے حیات پی مئے ولائے مرتضیٰ
دکھاؤں آ کعبہ میں ہیں تمکو جائے مرتضیٰ　　نبی کی مہر دوش پہ نگیں پائے مرتضیٰ

یہ فخر کم نہیں ہی کچھ محل افتخار میں

نگہ سے وہ محرک طناب آفتاب ہے،　　وہی ہر ایک جنگ میں نبی کا ہمرکاب ہے،
زمیں اُسی کے حکم میں وہی ابوتراب ہے،　　اوسیکا مہد عافیت نبی کا فرش خواب ہے،

ملے ہیں کس کو یہ شرف صحابہ کبار میں

جہاں میں جتنے طبقے ہیں دقیقہ سنج نکتہ داں　　مفسرین نکتہ رس مناظرین خوش بیاں
اُسی کی بیش گاہ میں خواص سے قصیدہ خواں　　موحدین متفق مجاہدین یک زباں

ہر زندہ دین احمدی علیؑ کی یادگار ہیں

علیؑ خدا ہی یا بشر پتا نہ یہ کبھی ملا　　کہ معترف بعجز خود امام شافعی ملا
مگر یہ رتبہ کہہ تو دو کسی کو اور بھی ملا　　سوا نبی کے کوئی بھی حمائل علی ملا؟

علوم میں فنون میں وصف میرا عتبار میں

غریب وہ کہ لاکھوں جلال وہ کہ اسکے در
رگڑ دئے ہیں زیر پا عرب کے سرکش و بے سمر
اثنائے رہ میں ٹھہرایا حصار آہنی کا در
ٹیک دیا زمین پہ بنا لیا کبھی سپر

نہاں تھیں اتنی قوتیں علیؑ کے انکسار میں

وہ زہد زندگی بسر تو نام نان جو پہ کر
وہ علم جس کا معترف ہر ایک فلسفی و نبی
وہ وجود جسکے سامنے خفیف ہے ہر ایک سنجی
وہ خلق جس سے دب گئی مخالفوں کی سرکشی

صفات سب یہ جمع ہیں علیؑ سے بردبار میں

لباس ظاہری میں کم کنارہ کش جہان سے
خلوص دل سے وہ کیا کہا جو کچھ زبان سے
امامت اسکی نسل سے خلافت اسکی شان سے
وہ مسند نبی پہ ہے عجیب آن بان سے

ہزاروں جوڑ ہیں لگے عبائے تار تار میں

غدیر میں رسولؐ نے کیا تھا قبضۂ انام
تمام کائنات کا دیا تھا ہاتھ میں نظام
کمال دین کیسا ہی ہوئیں تھیں نعمتیں تمام
جلی قلم سے تا ابد ہو گیا نبیؐ کا نام

غدیر کے موقت الشیوعؑ اشتہار میں

وہ شرزہ شیر معرکہ وہ شہسوار صف شکن
وہ زور بازوئے نبی وہ پہلوان بے قرین
کرے کسکے ذکر آجتک ہیں انجمن در انجمن
عرب میں ہر زباں زد خواص و عام احسن

اسکی ولا کے بندھی فضائے روزگار میں

ولادت علی سے ہے فنا لگن خدا کا ڈر
یہ لعل شجر اغ ہدیٰ ہے عزیز نصب کر

تھے سبعہ معلقہ جہاں پہ مطمح نظر چڑھا یہ سلک گوہرین اسی حصار کعبہ پر
کہ جادۂ نجات ہے، اسی لڑی کے تار ہیں

اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ (۳)

(از قلم عالم اہلسنت عالیجناب سید محمد بادشاہ حسینی قادری متعلم مجلس علماء دکن)

افراد عالم کے لئے جو رسول تھا اور عالمین کے لئے بشیر و نذیر بنا کر جس کو خدا نے آخری طور پر نسل انسانی کو غلط راہوں سے ہٹا کر صراط مستقیم پر چلانے کے لیے بھیجا تھا اس نے سب سے بہتر قرن کیلئے بہترین قلوب کو چنا۔ اپنی صحبت اور رفاقت میں رکھا اور پھر ان میں ہر ایک کو "باجھم اقتدیتم اھتدیتم" کی سند عطا کر کے سارے بنی آدم کو حکم دیا کہ "ان میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے سیدھی راہ پاؤ گے"

مردوں میں ایک ایسا جوان مرد اسلام نے پیدا کیا۔ جو جوانی سے پہلے بلکہ عہد طفولیت کے آغاز ہی سے اگر سات سال نہیں تو باتفاق محدثین و مورخین آغوش نبوت میں اپنی عمر کے آٹھویں سال قطعی طور پر آگیا تھا۔

محمد بن اسحاق صاحب سیرہ نے لکھا ہے کہ "فاخذ[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً وضمہ الی صدرہ"

---

[۱] پھر لے لیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو (حضرت ابو طالب سے) اور لپٹا لیا اپنے سینے سے۔

پھر کون نہیں جانتا کہ جس نے نبوت کے آغوش میں ہوش سنبھالا تھا اُس نے
سب سے پہلی دفعہ جب غیب کے عالم قدس سے اس خاکدان شہادت کو اپنے قدوم
میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا تو کیا یہ وہی جگہ نہ تھی جس کے متعلق ہر مومن کا عقیدہ
ہے کہ وہ ہر قسم کے مخالف اثرات سے مامون ہوتا ہے ہندوستان کے جلیل القدر
محدث حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث حاکم سے ناقل ہیں
"وقد[1] تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المومنین
علیاً فی جوف الکعبۃ"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی دفعہ جب اپنے خاندان کو اسلام
کی دعوت دینے کیلئے کھانے پر جمع فرمایا اور اسوقت دریافت فرمایا کہ میرا کون
ساتھ دیتا ہے۔ تو ایک نو عمر بچے نے جواب دیا کہ "گو میرے پاؤں کمزور ہیں لیکن
میں آپکا ساتھ دوں گا" ابولہب اس پر ہنسا کہ بس اسی ایک لڑکے کے
بھروسہ پر تمہارا کام چلے گا لیکن دنیا نے دیکھا کہ جسے لڑکا سمجھا گیا تھا
اُسی نے تمام مخالف قوتوں کا مقابلہ کیا اور جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کر دکھایا
اُس نے حضرموت کی بنی ہوئی سبز چادر میں اپنے کو اسوقت لپیٹا جس وقت
سب کہہ رہے تھے کہ موت کی اس چادر میں لپٹ کر سونے والا شاید کبھی نہیں اٹھے گا

---

[1] یہ متواتر ہے کہ سیدتنا فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے امیر المومنین حضرت
سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی۔

حالانکہ جو سویا تھا وہی جاگا اور ابد تک جاگ اسی کے لئے ہے۔ اور جو کفار حملے کے ارادے سے جاگ رہے تھے وہی سو گئے اور نامرادی کی نیند صرف اُن ہی کیلئے تھی۔

نبوت کی شعاعوں کو دیکھو تو دنیا میں کون پھیلا رہا ہے۔ بدر میں اِدھر کفار حملہ کر رہے ہیں اور اُدھر رسول اللہ سربسجود ہیں کہ اگر آج اس چھوٹی سی جماعت کو نصرت نہ دی گئی تو اے خدا! زمین پر پھر تیری پرستش نہ ہوگی مسلمانوں کے متعلق قرآن خبر دے رہا ہے کہ وہ گمان کر رہے تھے کہ ہم موت کی طرف کھینچے جا رہے ہیں لیکن جب قریش کے سورماؤں نے اپنے پرچم لہلہا کر غرور کے لہجہ میں پکار کر "یا محمد[1] اخرج الینا اکفاءنا" لوگوں نے اسی انیس[19] سالہ نوجوان کو دیکھا جس کے متعلق ابولہب نے کہا تھا کہ کیا اس لڑکے کی مدد کام آئے گی؟ اور اسی کی مدد سے نہ صرف جنگ بدر بلکہ جنگ احد میں بھی مسلمان کامیاب ہوئے۔

پھر اور آگے چل کر دیکھئے کہ خندق کی بازی کس نے جیتی؟ خیبر کا دروازہ کس نے اکھاڑا؟ اور لوگ کیوں تعجب کرتے ہیں اگر حضور نے جناب امیرؑ کو انا مدینۃ کہکر مخاطب کیا۔

محمد کا پیغام جہاں کہیں پہونچا، اس کی پہونچانے والی وہی ایک ہستی تھی

---

[1] یعنی آج ہمارے ہم پلہ لوگوں کو بھیجو۔

تبوک میں وہ نہیں تھی لیکن جو تبوک میں رفاقت نبوت سے محروم کیا گیا۔
سنو! امام بخاری کی زبانی سنو! کہ قلب نبوت نے پھر اس کو کہاں حاضر پایا! ارشاد ہوتا ہے۔ "الا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ"[1]

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ تبوک کی غیر حاضری کتنی اہم حضوری کی شکل میں بدل دی گئی تھی۔

اب اسکے بعد دیکھو کہ وہ جو عالم قدس سے کعبہ میں آیا۔ اور کعبہ سے دوش اقدس پر آیا یہ وہ رسول کی زندگی کی آخری ساعتوں میں کہاں تھا۔ محمد بن اسحاق راوی ہیں کہ:-

"علی ابن ابیطالب کو غسل دے رہے تھے اور انھیں اپنے سینہ سے لگائے ہوئے کہتے جاتے تھے:- "میرے ماں باپ پر قربان ہوں۔ زندگی اور بعد از زندگی۔ ہر وقت آپ کتنے معطر اور خوشبو ہیں"۔

کیا پوچھتے ہو کہ جو شہادت میں کسی کے ساتھ قبر تک گیا وہ غیب میں کسکے ساتھ کہاں نہیں ہے۔ اندازہ کرو کہ جو رسالت ہی کے گود میں پلا، رسالت ہی کی آغوش میں جس نے پرورش پائی، رسالت ہی کی دعاؤں نے جس کا سینہ کھولا۔ اسی کی تعلیم و افادہ کا دائرہ اگر سب سے زیادہ وسیع ہو تو کیوں حیرت کی جائے محققین جانتے ہیں کہ اسلام میں فقہ حنفی کا بڑا حصہ

---

[1] کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ مجھ سے تمھاری وہ نسبت رہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔

سیدنا علی مرتضیٰ پر منتہی ہوتا ہے کیونکہ فقہ ابو حنیفہ کا اصلی سرمایہ وہی علم تھا جو کوفہ میں حضرت سیدنا علیؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کے ذریعہ پھیلا امہات المومنین کی پوری جماعت میں سے صرف حضرت صدیقہ عائشہ ہی سے علم کا وہ ذخیرہ کیوں منقول ہے جو دو ہزار دو سو دس حدیثوں کی صورت میں حدیث کی عام کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کے مقابلہ میں دوسری امہات المومنین سے جو حدیثیں مروی ہیں بہ مشکل دو انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں اسکا سبب یہی ہے کہ "کل میسر لما خلق لہ" ہر شخص کے لئے وہی بات آسان کر دی جاتی ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے۔ اور بلاشبہ حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقربین اصحاب میں سے ہر ایک کے سپرد کچھ فرائض تھے پھر دیکھو کتنی خوبیوں کے ساتھ ہر ایک نے اپنے مفوضہ فرض کو انجام دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ علیؓ نے علم عرفان پھیلایا لیکن دولت سلطنت حکومت امارت کی وسعت کا دائرہ آپ کے عہد میں کم کر رہ گیا۔ یا رک گیا۔ یا رد کا گیا جو ناواقف ہیں اسکا فیصلہ کس طرح کر سکتے ہیں اسلام کو حکومت کی قوت کی کس حد تک ضرورت تھی اور دولت کس نقطہ پر پہونچکر دین و تقویٰ کے حق میں زہر بن جاتی تھی۔ ایک عامی دماغ اس کی تہ تک کس طرح پہونچ سکتا ہے؟ خضر کی ان مصلحتوں کو کون جان سکتا ہے کہ کبھی کشتی بنانے کی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی ضرورت کشتی کے توڑنے ہی سے پوری ہوتی ہے۔ تاہم ان

عابیوں سے یہ تو پوچھنا چاہیئے کہ عہد تعلیقی و خلافت فاروقی۔ دورِ عثمانی میں حکومت کے دائرہ کو جن طاقتوں نے وسیع کیا تھا۔ ان طاقتوں کا مہیا کرنے والا کون تھا؟ اگر تدبر نہ ہوتا تو یرموک کا نظارہ کون دیکھ سکتا تھا۔ اور خیبر کھلتا تو کیا مدائن کھولا جا سکتا تھا۔؟ کیسے عجیب لوگ ہیں جب آخر کو دیکھتے ہیں تو اول سے نابینا ہو جاتے ہیں اور جب اول کو دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آخر کو انھوں نے دیکھا ہی نہ تھا۔

سلک منظوم

(نتیجہ فکر عالیجناب فاضل اجل محمد مرزا کاظم حسین صاحب محشر دام ظلہ)

مخالف کون ندا یا خبر لے پیر میخانہ
صنم طاق حرم سے گر رہے ہیں مثل پیمانہ

مبدل شور ناقوس اب ہوا اللہ اکبر سے
وہاں ساغر و مینا یہ بھی نغمہ ہے مستانہ

رجب کی تیرھویں تاریخ دور پاکمل میں
چلا مانند خورشید سحر لبریز پیمانہ

قریب صبح صادق ساقی کوثر کی آمد ہے
خدیر خم کی صورت ہو گیا عالم کا میخانہ

وہ ساقی جانشین مصطفیٰ ابن ابیطالبؑ
کہ جس کی ڈالی کا بن گیا کعبہ یہ چہ خانہ

ملک دیتا ہے جام مہر سو ہن رات بھر بھر کے
جا بجا دیکھو خدائی دور میں جلسے ہیں مستانہ

جناب فاطمہ بنت اسد کعبہ سے آتی ہیں
لئے ہیں ہاتھ میں خمخانۂ قدرت کا پیمانہ

سوئے آغوش احمد لیں بر یا ایں دلبرو
کہ جیسے نازسے کوئی سر دربار شاہانہ

محمدؐ کی تھی گودی یا غدیر خم کا منبر تھا
امت کو یہیں سے مل گیا تاج ملوکانہ

علیؑ کے خدائی میں مرتبے ایماں کا
خدائی ہو گئی اصنام کی محمل سا افسانہ

یداللہ فوق ایدیھم کے معنی ہم سمجھے ہیں
انھیں ہاتھوں سے لوٹے گا کبھی کوئی صنمخانہ

دو رشوق میں محشرؔ پڑھو میر مطلع مرثیہ
ہیں اب کے معنی و الفاظ زیب بزم رندانہ

بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ
رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ

زینت کعبہ (۱)

(از قلم عالیجناب مولانا مولوی سید عدیل اختر صاحب واعظ مدرسہ الواعظین لکھنؤ)

دورِ عیسوی دور ہو چکا ہے نام ہدایت کا فور ہو چکا ہے، دنیا تیرہ و تار ہے سرزمین عرب میں بدکاریوں پر فخر ہے اور خدائی احکام بالائے طاق ہیں، بتوں کی خدائی ہے، شیطان کی بن آئی ہے، بطحا کے باشندے فنخیر حامر و شر جیران کا مصداق ہیں بنی آدم نسناس بن گئے ہیں آہ کب تک یہی رنگ کہاں تک اہمال الٰہی بیداد، غیرت الٰہی جوش میں آتی ہے اور اسمٰعیلی ادی غیر ذی زرع سے ایک ایسا ثمر بہشت پیدا ہوتا ہے جسکی لذت ہدایت سے عام لوگ ہی نہیں انبیاء بھی سرشار نظر آتے ہیں،

لیکن باوجود اس مکی و مطلبی نبی کے ظاہر ہو جانے اور پیدا ہو چکنے کے پھر بھی کوئی تغیر نظر نہیں آتا وہی اگلی سی عرب کی بدویت وہی پہلی سی وحشت وہی قبیح عادات ایسا کیوں، اسلئے نہیں کہ ہادی نہیں بلکہ اسلئے کہ نبی اپنی زبان سے سب کچھ کہے مگر اسکی گواہی کون دیگا اسکی تائید کون کریگا اسکے سینہ پر خون کون بہائیگا، کلیم اللہ کی پیشین گوئیوں کو مسیح کے بارے میں موسائیوں نے نہ ماننا تھا نہ مانا پھر باقی من بعدی اسمہ احمد کی ندا کو

(۱) رسالہ الواعظ جب نمبر ۱۳۴۶ھ

کون یاد رکھنے والا تھا، گو آسمانی صحف کے علاوہ خاتم النبیین کی ہر حرکت و سکون آپکی تصدیق کے لئے کافی تھی لیکن سلسلۂ نبوت کو ختم اور طور وحی کو تمام اور دین کو بدرجۂ کمال پہونچانے کیلئے انتہائی اہتمام ضروری تھا، اسی لئے باوجودیکہ سرور کائنات نے اپنے وجود ظاہری سے ایک نور باطن پھیلا دیا تھا مگر کامل تیس سال تک اپنی زبان سے نام نبوت و رسالت نہیں لیتے، غار حرا میں تنہا عبادت میں بسر فرماتے ہیں مگر کبھی وحی کا تذکرہ نہیں فرماتے، خداوند عالم سے مخفی کیا دعا کرتے تھے اسے تو کون جانے مگر یتلوہ شاھد[ع۴] کسی بات کا پتہ دیتا ہے تیس سال تک کن مصالح کی بنا پر چپ ہیں اسے کون کہے کہ آپ کو اپنے مؤید کی تلاش رہی ہوگی مگر آپ کی یہ دعا کہ واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اخی اشدد بہ ازری[ع۵] بتلاتی ہے کہ آپ کو اسکی تائید کا انتظار رہا ہوگا۔

رسول کی ولادت کو تیس سال گذر چکے ہیں، رجب کا مہینہ ہے تیرھویں تاریخ ہے جمعہ کا مبارک و مسعود دن ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد قریب خانہ کعبہ اپنی مشکلات کے حل کی دعائیں کرتی آگئیں اس برکت محض بچہ کی ولادت میں سبھی تمنائیں دربار رب العزت میں ہو رہی ہیں جسکے بغیر خلیل ذبیح کی بنائی ہوئی

ع۴ شاہد کون ہے تفسیر کبیر ج ۳۲ صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۴ھ

ع۵ ملاحظہ ہو دعا رسول تفسیر کبیر ج ۴ صفحہ ۵۹۵ مطبوعہ مطبعہ میمنیہ ۱۳۱۴ھ

عمارت کعبہ بتوں سے پاک نہیں ہو سکتی اور اسی بابرکت جنین کا وسطہ پایا ہے
جسکی قبل از ولادت کے برکات کی حد نہ تھی، اگرچہ نہ کسی نبی کو یہ دن نصیب
ہوے نہ کسی وصی کو مگر ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء علی کو خدا دیتا ہے،
گو خانہ کعبہ مقفل ہے، گو در علی کی یہ درخواست بھی نہیں کہ نہ کعبہ میں کبھی
نہیں نہیں آپکی تو یہ بھی دعا نہیں ہے کہ مسجد الحرام میں ولادت ہو آپ تو صرف
دردزہ کی تکالیف سے نجات کی دعا مانگ کر پھر واپس جانا چاہتی ہیں۔ مگر
خداوند عالم دیوار کعبہ میں اسلئے در پیدا کرتا ہے کہ در علم نبی کو اپنے خانہ خاص
میں عو کرے، لطف تو کیا تھا اگر علی کیلئے بھی کعبہ کا در ہوتا جس در سے
ہر مسلمان کو اندر جانے کی اجازت تھی تبھی تو غیر مسلم بھی اسی در سے
آمد و رفت کرتے تھے۔

جائے ولادت گو ہر جاندار بلکہ کل مخلوقات کا پروردگار وہی
ہے، ہر مکان کا مالک بلکہ خالق وہی اور منجانب رب دعوت ہے مگر از بس کہ
کعبہ اسکی طرف خصوصیت خاص رکھتا ہے، اسلئے اسمیں آنیوالے مہمان کی دعوت
بھی خاص اہتمام سے کیجاتی ہے در نہ علی بھی مخلوق خدا ہیں، دعا رد حیدر کرار
تمام نہیں ہوتی کہ کعبہ کی دیوار میں شگاف پیدا ہوا اور فاطمہ بنت اسد
اندر سما گئیں، دیوار اسی صورت کی ہو گئی اب یہ تبلائیے کہ قابلہ کون ہے
کہاں سے آئی ولادت تو خدا کے گھر میں ہے۔

بہرحال شمس فلک امامت و ماہ سپہر ولایت کا طلوع اس مبارک سے ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ منور ہوتا ہے اور جس مقام کو برسہا برس سے کلمہ شہادت سننے کی تمنا تھی اوس نے بہترین لب و لہجہ میں کلمہ شہادت سن کر اپنا دل ٹھنڈا کیا،

یہ سب سے پہلی برکت تھی جو علیؑ کے قدم سے اس عہد میں کعبہ کو نصیب ہوئی

اب یہ مسئلہ قابل غور ہے کہ علیؑ کے متعلق تو یہ کہا جاتا ممکن ہے کہ شیر مادر سے پرورش ہوتی ہوگی مگر والدہ ماجدہ کیلئے جبکہ خانہ کعبہ ہر طرف سے بند ہو اور لوگوں کو خبر بھی نہ ہو کہ اسکے اندر کون ہے کیا سامان ہوگا مجھے تو حضرت مریم کا واقعہ یاد آتا ہے اور ھو من عند اللہ کے بغیر چارہ نہیں،

علیؑ کی دعوت | اور گرمی کے لئے تو وہ سامان تھا جو دس فرزند کے لئے کیا نعمت مہیا کیجائے جو خدا کے گھر مدعو ہو اور علی صبیا صافیت و زکاوت کسب قبول فرما سکتا تھا کہ خدا کے گھر مہمان ہو اور اپنی ماں کا دودھ پیئے یہ تو میزبان کی توہین اور سخت توہین تھی۔ در آنحالیکہ مہمان خود وارد نہیں ہوگیا بلکہ بلایا گیا، یہی سبب تھا کہ خداوند عالم کی پیدا کی ہوئی تمام نعمات اور کل کائنات سے بہتر جو غذا ممکن تھی وہ آپ کیلئے تجویز کی گئی، دنیا مانے یا نہ مانے مگر میرا تو یہی عقیدہ ہے دنیا کی نعمات تو چیز ہی کیا ہیں نعمات جنت بھی اس نعمت سے پست ہے جو علی کیلئے لائی گئی،

فلما وضعته حملته فی غشاوۃ | بعد ولادت حضرت علی کو آپکی والدہ ماجدہ نے

فقال ابوطالب لا تفتح حتی	کسی کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا اور اس سے
یاتی محمد فجاء محمد ففتح	وقت تک اس کا جلیدہ نہیں کیا گیا
الغطاء فاخرج منہا غلاما	جبتک سرور کائنات خود آئے اور آپنے
حسنا فمسح بیدہ وسمّاہ علیا	خود نہ نکالا، پھر آپنے خود ہی نکالا،
وبزق فی فمہ ودعا لہ بالحکمۃ	اپنے دست مبارک سے مسح یا خود ہی
(الحج المطالب)	علیؑ نام تجویز فرمایا اور ضروری کام

کئے اور اپنا لعاب دہن آپکے دہن اقدس میں دیا،

اس لعاب دہن کو آپ اسوقت اچھی طرح پہچانینگے جب علیؑ کو رسولؐ رایت فوج اسلام عطا کرنے کیلئے جنگ خیبر کے موقع پر بلائینگے اور آپ رو آلود آنکھیں لیکر حاضر ہوں گے اور لعاب دہن اس شہد سے بھی زیادہ شفا ثابت ہوگا جسے قرآن نے یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس پ ۱۴ آیت ۸ فرمایا ہے۔

اس سے تو معلوم ہوا کہ علیؑ کی دعوت شہد سے زیادہ شیریں اور سنی دگوارا غذا سے کی گئی، اگر مزے اور کھانے کے ظاہری ذائقہ کے لحاظ سے خیال کیجئے تو یہ سامان دعوت تھا، اگر آپ اس لعاب دہن کو اس انداز میں دیکھیں کہ علیؑ کو تو علوم سے مطلب تھا کھانا پینا کیا چیز تھی تو خدا نے اسی غذا میں یہ وصف بھی دیا تھا چنانچہ اسکے ثبوت میں منجملہ احادیث ایک حدیث نقل کیجاتی ہے،

عن علیؑ قال اوصانی النبیؐ	حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ آپ سے رسولؐ
اذا انا مت فغسلنی فاذا رجعنی	نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے
فکفانی ثم ضعنی علی فی	بعد تم مجھے غسل دینا پھر جب کفن بھی
قال ففعلت وابیٰ ان مما هو	پہنا چکو تو اپنا دہن میرے دہن پر
کائن الی الیوم القیمۃ	رکھ دینا حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے
بحار الانوار ج ۹ باب علۃ الرسول وفاتہ	ایسا ہی کیا تو رسولؐ نے مجھے خبر دی

ہونیوالی باتوں کی خبر دیدی،

یہ خیال نہ ہو کہ اثر لعاب دہن نہ ہوگا کیونکہ حضرتؐ نے گفتگو سے بتلایا ہوگا، مگر اس حدیث میں منہ پر منہ رکھنا ہے گفتگو مقصود ہوتی تو کان لگا کر سننے کا ارشاد ہوتا،

الغرض خداوند عالم نے اپنے ولی کی دعوت میں وہ غذا تجویز کی جو اثر میں شفا، مزے میں شہد اور تربیت میں سرچشمہ فیض و بحر علوم تھی، اسی پر اکتفا نہ تھی بلکہ اپنی طرف سے تمام فرائض میزبانی کے سرانجام کیلئے اپنی تمام مخلوقات کے سرتاج صاحب لولاک لما خلقت الافلاک کو معین فرمایا،

پرورش عہد رسالت اگرچہ علی بن ابیطالب علیہما السلام اپنے ماں باپ کی زندگی میں اپنی عمر کا کافی حصہ گذارتے ہیں اور ماں باپ بھی اسی سن میں رسولؐ کی پرورش کا اقتیاز حاصل ہے لیکن خداوند عالم نے نہ چاہا

کہ جس کی ولادت کیلئے خانۂ کعبہ تجویز ہوا اور سکی تربیت کیلئے عام بچوں کی طرح کا سامان تربیت ہو اسلئے ایسے اسباب فراہم کردئے کہ کعبہ سے نکلیں تو اس سے بہتر آغوش طہارت و عصمت نصیب ہو اور رضاعت شیر مادر سے بالاتر غذا زمانۂ رضاعت میں معتدبہ مدت تک ملتی رہی،

طبنا لہ ظہرًا فابٰی ان یقبل	جب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں کہ ہم نے
شدیدًا وعونا محمد صلی اللہ	علی کیلئے دایہ تلاش نو کی مگر علیؑ نے
علیہ وآلہ وسلم والقمہ لثما	کسی کی دودھ پینا گوارا نہ کیا آخر کار
فنام وکان کذلک ساستاٰ اللہ	ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا
(رجح المطالب باب)	انھوں نے اپنی زبان علی کے منہ میں

دیدی انھیں کو رام آگیا، اور سو سے یہ دستور ایک کافی مدت تک جاری رہا،

کعبہ کا فخر یا علی کا اہبیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی معمولی فضیلت کو دیکھکر اکثر نافہم چہ می گوئیاں شروع کردیتے ہیں لیکن انھیں یاد رکھنا چاہیے کہ واللہ تم تو کسی کی رائگاں سعی سے یہ نور بجھا نہیں جاسکتا اگرچہ اس میں شبہہ نہیں کہ بیت اللہ الحرام میں ولادت علیؑ کی ذات سے مخصوص ہے اور یہ نمایاں فخر علیؑ کے سوا کسی نبی کو بھی نصیب نہ ہوا لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس سے علیؑ کو جتنا کچھ ملا اس سے زیادہ کعبہ کو، اپنی نادانی اور کم فہمی سے لوگ چاہتے ہیں کہ علیؑ کی جائے ولادت میں اختلاف ڈال کر علیؑ کی فضیلت میں

کمی کر دیں لیکن اُن سے یہ ممکن نہیں الواعظ کی گذشتہ اشاعتوں میں اس پر کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے محض نمونہ کے طور پر دو عبارتوں کا پتہ دیتا ہوں۔

قال محمد بن طلحۃ الشافعی ولد بالکعبۃ البیت الحرام۔	محمد بن طلحہ شافعی نے (اپنی کتاب مطالب السئول[۱] میں) یہ کہا ہے کہ حضرت علی خانہ کعبہ بیت اللہ الحرام میں پیدا ہوئے،
ارجح المطالب باب[۲]	

اگرچہ ارجح المطالب کی بھی ایک شہادت سامنے آگئی لیکن اس سے قطع نظر کرکے آیئے ایک اور مشہور تاریخ کا پتہ دیتا ہوں،

وکان مولدہ فی الکعبۃ	حضرت علیؑ کی جائے ولادت خانہ
تاریخ مروج الذہب مسعودی	کعبہ ہے۔

---

[۱] واضح رہے کہ محمد بن طلحہ شافعی نہایت مشہور اور مستند عالم ہیں ابن جماعہ نے اپنی کتاب طبقات فقہاء شافعیہ میں جو کہ ۵۸۲ھ میں لکھی ہے اور ان کی مدح کی ہے، یافعی نے مرآۃ الجنان میں بھی مدح کی ہے ابن تیمیہ جیسے شخص نے جنہیں ضروریات کے انکار کا ملکہ ہے مطالب السئول محمد بن طلحہ کی تصنیف مان لیا ہے۔ ۱۲

اب میں ناظرین کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ علیؑ کا مرتبہ کعبہ میں پیدا ہو کر نہیں بڑھا بلکہ علیؑ میں اس سے بہت زیادہ عظیم مفاخر ہیں، البتہ کعبہ کو یہ ناز بجا ہے کہ وہ مولد علیؑ قرار پایا اسمیں تو کوئی شک ہی نہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عظیم المرتبت نہ خدا نے کسی کو بنایا اور نہ اسمیں شک کرنیوالے کے کفر میں شک ہو سکتا ہے نہ ہے۔

علیؑ سے قطع نظر کرو اور تھوڑی دیر کیلئے یہ فرض کرلو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوتی تو کیا کوئی مسلمان اس بات کا مدعی ہو سکتا تھا کہ رسولؐ کے فضائل میں اس سے کوئی اضافہ ہوا ہرگز نہیں، بلکہ حقیقت یہ خانہ کا کعبہ کا شرف بڑھا،

اسکے علاوہ جبکہ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ مخلوقات خداوند عالم میں سرور کائنات کا رتبہ سب سے بالاتر ہے اور اس سے کوئی مستثنیٰ نہیں تو پہلے سے سرور کائنات کی فضیلت اور کعبہ کی مقبولیت ثابت ہے پھر کسی فاضل کا کسی مفضول جگہ میں ہونا اسکے فضل کا سبب ہوگا یا مفضول کی شان میں اضافہ ہوگا؟ اسکے بعد میں اب صرف ایک مسلمہ حقیقت کو بطور مقدمہ ثانیہ بطور علوم متعارفہ پڑھتا ہوں وہ یہ کہ قرآن مجید نے علیؑ کو انفسنا وانفسکم میں سوائے نبوت رسولؐ کے مساوی قرار دیا ہے من ابیٰ فقد کفر اس امر کی تفصیل کے لئے علامہ فخر الدین رازی کا قول نقل کرتا ہوں جو موصوف نے اپنی کتاب اربعین فی اصول الدین

میں فرمایا ہے ،

ثبت بالاخبار الصحیحۃ ان المراد
من قولہ تعالیٰ وانفسنا هو علی
ومعلوم انہ یمتنع ان یکون
نفس علی هو نفس محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بعینہ
فلا بد ان یکون المراد هو المساواۃ
بین النفسین وهذا یفید ان
کل ما حصل للنبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم من الفضائل
والمناقب قد حصل مثلہ
لعلی ما وراء صفۃ النبوۃ ثم
لا شک ان محمدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم افضل الخلق
فی سائر الفضائل فلما کان
علی مساویا فی تلک الصفات وجب
ان یکون افضل الخلق ،

اخبار صحیحہ سے یقینی طور پر ثابت ہے کہ
خداوند عالم کے قول وانفسنا سے مراد
علیؑ ہیں اور بہ ظاہر ہے کہ نفس علی بعینہ
نفس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں
ہو سکتا لہذا لامحالہ مطلب یہ ہوگا
کہ دونوں نفسوں میں مساوات مراد
لی جائے اس سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ
فضائل و مناقب میں سے جو کچھ جناب
رسالتمآب صلعم کو حاصل تھے سوائے
نبوت کے وہ کل صفات و فضائل
علی کو یقیناً حاصل تھے ، پھر یہ بھی
(یاد رکھنا چاہیئے) کہ حضرت رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام خلائق
سے تمام فضائل میں افضل ہیں لہذا
چونکہ علیؑ ان تمام صفات میں رسولؐ
کے مساوی ہیں تو واجب ہوا کہ علیؑ

ارجح المطالب باب چہارم صفحہ چہارم صفحہ ۵۲۱ افضل الخلق بھی ہوں۔

طبع قدیم لاہور

اب آپ غور کریں کہ افضل الخلق کا خانہ کعبہ (یا اس ذات سے مفضول) میں پیدا ہونا افضل کی عزت افزائی ہے یا مفضول کی،

اسکے علاوہ دوش رسول کا کعبہ سے افضل ہونا یقینی ہے اور علی کے قدموں کا دوش رسول پر ہونا اسکا خود کعبہ گواہ ہے ؎

زہے نقش پائے کہ بر دوش احمد ۔۔۔ زہر نبوت مقدم نشیند

فصعدت علی منکبیہ حتی صعد ۔۔۔ حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں

علی البیت وعلیہ تمثال ۔۔۔ آنحضرتؐ کے دوش اقدس پر سوار ہو گیا

صفر او نحاس، (اخرجہ احمد والنسائی ۔۔۔ یہانتک کہ خانہ کعبہ کی چھت پر آ گیا

والحاکم ارجح المطالب باب ۴ صفحہ ۵۲۱ طبع قدیم لاہور) ۔۔۔ جس پر پیتل یا تانبے کے بت گڑے تھے

پھر نور و جسم گوشت و پوست رسولؐ کا افضل احادیث رسول علی کے سوا ایک ہونا بھی ثابت ہے (ملاحظہ ہوں کتب اہل اسلام) اب فرمائیے کہ اگر رسولؐ کعبہ میں پیدا ہوتے تو رسولؐ کا شرف ہوتا یا کعبہ کا؟ محترم بندہ جناب عزیز نے سچ کہا ہے ؎

کعبہ کی یہ زینتیں اسلام کی یہ رونقیں
یا علیؑ سب تیرے قدموں کی بدولت ہو گئیں

تربیت عہد طفلی

خداوند عالم نے جبکہ جناب موسیٰ کیلئے عرش آسیہ و مادر موسیٰ مہد عافیت قرار دیا تو کیا حضرت علیؑ کے لئے بھی صرف موحد و خدا پرست ماں باپ ہی کی پرورش پسند فرماتا؟ پھر علی کو موسیٰ پر فضیلت نہ ہوتی تو خدا نے چاہا کہ اگر ان کے لئے مسلمان تجویز ہو تو انکے لئے سایۂ اسلام سے بالاتر دامن عصمت میں تربیت قرار دیجائے، اسلئے جن بزرگوں نے رسولؐ کی پرورش کی جنھیں رسولؐ بجائے اپنی مادر گرامی کے سمجھتے رہے اور جنکے مرنے کے بعد بجائے یتیم عبدالمطلب کے یتیم ابوطالب کہلائے ان سے بھی بالاتر عہد عطوفت علیؑ کے لئے مقرر فرمایا،

چنانچہ مطالب السئول و ریاض النضرہ کے مطالعہ سے و نیز دیگر کتب تواریخ اہل اسلام سے ثابت ہے۔

فلم یزل علی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی بعثہ اللہ عزوجل نبیاً فاتبعہ وآمن بہ وصدقہ۔	پس حضرت علیؑ رسول کے ساتھ ہی برابر رہے حتی کہ آپ مبعوث بہ نبوت ہوئے، تو فوراً علی نے آپکی تصدیق کی ایمان لائے اور اتباع کیا

مذکورہ بالا مقدمات فضائل کے بعض آثار و نتائج

حضرت علیؑ کی ولادت سے لیکر عہد نشو و نما تا آخر عہد رسولؐ تک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان خصوصیات کا نتیجہ تھا کہ آپ بعد رسولؐ

تمام خلائق سے بالاتر ثابت ہیں۔

نمبر۱۔ خانہ کعبہ میں ولادت ہونی آپ کی و نمبر۲ کعبہ کا اپنے ملاحظہ ہو مناقب ابن مغازلی شافعی:۔

قال رسول اللہ مثل علی فی ھذہ الامۃ کمثل الکعبۃ النظر الیھا عبادۃ والحج الیھا فریضۃ	آنحضرت نے فرمایا کہ علیؑ کی مثال اس امت میں کعبہ کی سی ہے جس کا طرف دیکھنا بھی عبادت ہے اور جس کا حج فرض ہے۔
یا علی انت بمنزلۃ الکعبۃ توفی بلاتاتی فان اتاک ھؤلاء القوم فسلموا لک ھذا الامر فاقبل منھم وان لم یاتوک فلا تحمل حتی یاتوک	ارشاد رسول ہے کہ اے علیؑ تم بمنزلہ کعبہ ہو جہاں لوگوں کا آنا فرض ہے اسکو فرض ہیں کہ وہ لوگ تمہارے پاس جائے اسی بنا پر یہ لوگ تمہارے پاس آئیں اور تمہارے حوالہ کریں تو قبول کر لینا اور اگر تمہارے پاس نہ آئیں تو تم نہ جانا حتی کہ یہ لوگ خود تمہارے پاس آئیں،

فردوس الاخبار، اسد الغابہ ابن ابی الحدید معتزلی کا دیباچہ لیکن مجملاً بعض احادیث بھی ملاحظہ ہوں،

نمبر۲۔ لعاب دہن رسول بجائے شیر مادر ہونا اسلئے آپ سر چشمہ علوم و کمالات ہوئے، اسکی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی کا دیباچہ لیکن مجملاً بعض احادیث بھی ملاحظہ ہوں،

عن ابن عباس قسم علم الناس
علی خمسة اجزاء فکان لعلی
اربعة اجزاء ولسائر الناس
جزء شارکهم علی فیه فکان
علمهم۔

(ارجح المطالب، بزار)

ابن عباس کہتے ہیں کہ لوگوں کا علم
پانچ حصوں پر منقسم ہوا ہے اور چار
حصے حضرت علی کو دیے گئے ہیں اور
تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا اس میں
بھی علی کو شریک کیا گیا پس وہ
اس حصے میں ان سے زیادہ علم والے تھے،

عن عبد اللہ بن مسعود
قال کنت عند النبی فسئل
عن علی فقال قسمت الحکمة
عشرة اجزاء وللناس جزء
واحد۔

(اخرجه الدیلمی) ارجح المطالب)

عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں
رسولؐ کی خدمت میں حاضر تھا آپ سے
کسی نے علی کے متعلق دریافت
کیا تو آپ نے فرمایا کہ حکمت کے دس حصے
کیے نو حصے علیؑ کو دیدیے گئے
اور ایک تمام انسانوں کو ملا،

نمبر ۳۔ حضرت علیؑ کی تربیت رسولؐ نے کی اسلئے جو کچھ رسولؐ سے فائدہ اٹھانے کا آپ کو موقع ملا کسی کو نہ ملا اس موقع پر میں ایک آیت نقل کرتا ہوں جو علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب صواعق محرقہ مطبوع مطبعہ میمنیہ مصر سنہ ۱۳۱۲ھ کے صفحہ ۷۳، سطر ۳۰ پر اس طرح لکھی ہے۔

اخرج ابن سعد عن علی رضہ

حضرت علیؑ سے سوال کیا گیا کہ تمام

قیل لصاحب الکذا اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حدیثاً قال انی کنت اذا سألتہ
انبأنی واذا سکت ابتدانی
(صواعق محرقہ صفحہ ۷۳)

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے آپ کی حدیثیں بہت زیادہ کیوں
ہیں آپ نے فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ میری
حالت رسول کے ساتھ اس طرح تھی
کہ جب میں آپ سے کچھ دریافت کرتا
تب (تو) آپ بتلاتے (ہی) تھے اور
جب میں (نہ بھی پوچھتا) اور ساکت ہوتا تو بھی آنحضرت خود ابتدا فرماتے
تھے اور بتلاتے تھے۔

(مترجم) کہتا ہوں کہ اس حدیث سے تو طرفین کا تعلیم میں شغف معلوم
ہوگیا اسی کے ساتھ بچپن بلکہ وقت ولادت سے آخر دم تک کسی وقت
ساتھ نہ چھوٹنے کے سبب حضرت کو کیا کیا فوائد پہونچے اسکا اندازہ ناظرین
خود کرلیں خصوصاً جبکہ اس حدیث کیساتھ ذیل کی حدیثوں کو ملاحظہ کریں گے
تو مطلب تک پہونچنے میں سہولت ہوگی،

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اذا غضب
لم یجرئ احد ان یکلمہ الا علی

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ
عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ کی
حالت میں ہوتے تو کسی کو جرأت

طبرانی نے معجم اوسط میں یہ روایت لکھی ہے اور حاکم نے اسے صحیح مانا ہے۔

عن ام المومنین عائشۃ قالت لما حضر رسول اللہ الموت قال ادعوا لی حبیبی فدعوت لہ ابا بکر فنظر الیہ ثم وضع راسہ فقال ادعوا لی حبیبی فقلت و یلکم ادعوا ابن ابی طالب فواللہ ما یرید غیرہ فلما رآہ اخرج الثوب الذی کان علیہ ثم ادخلہ فیہ فلم یزل یحتضنہ حتی قبض ویدہ علیہ،

(اخرجہ الدارقطنی والرازی فی رجح المطالب باب ۴)

نہ ہوتی تھی کہ آپ سے بات کر سکے سوائے علی کے، کہ وہ اس حالت میں بھی بات کرتے تھے،

حضرت ام المومنین عائشہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت کا وقت احتضار ہوا تو فرمایا کہ میرے حبیب کو بلاؤ میں نے حضرت ابوبکر کو بلایا مگر حضرت نے جب انھیں دیکھا تو سر (تکیہ پر) رکھ دیا اور پھر یہی فرمایا کہ میرے حبیب کو بلاؤ میں نے حضرت عمر کو بلوایا جب حضرت کی نظر ان پر پڑی تو پھر آپ نے سر رکھ دیا۔ تب میں نے کہا کہ تم لوگوں پر وائے ہو انکے پاس علی کو بلاؤ انکا مطلب علی کے سوا اور کوئی حبیب کہنے سے نہیں ہے۔ جب علی آئے اور حضرت نے دیکھا تو جو کپڑا آپ پر پڑا تھا اوسے اٹھا کر علی کو

اسکے اندر بلا لیا اور گلے سے لگائے رہے تا آنکہ حضرت نے رحمت پروردگار کی طرف رجوع کی اور آپکا دست مبارک علیؑ ہی پر رہا ۔

غرض یہ کہ ابتدا سے انتہا تک ہر وقت کیساتھ ہونے سے صواعق محرقہ کی حدیث کا لحاظ کرتے ہوئے آپکو اتنے خصوصیات و علوم حاصل رہے جس کی کوئی حد نہیں یہی سبب ہے کہ اپنے بعد آنحضرت نے علی کے دامن سے متمسک کرنے کا حکم دیا اور دنیا کو بتلایا کہ میرے بعد اس سے بہتر کوئی نہیں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ	حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم علی خیر البشر	وآلہ وسلم نے فرمایا ہے علیؑ تمام
من ابی فقد کفر	انسانوں سے بہتر ہیں جو شخص
اربعین امام رازی۔ خصائص نسائی	اسے دوست نہ مانے وہ کافر ہے۔
اردو ورڈ پریس کلکتہ ۱۳۰۳ ہجری	

دشمن علیؑ کی سزا دوست کی جزا

عن علی	حضرت علی نے فرمایا کہ حضرت
قال	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رسول اللہ	نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بندہ اتنی
لو ان عبدا عبد اللہ عزوجل	عبادت بھی کرے جتنی حضرت نوحؑ
مثل ما قام نوح وکان لہ	نے کی اور کوہ احد کے برابر سونا
مثل احد ذھبا فانفقہ	راہ خدا میں دیدے اور اسکی عمر

فی سبیل اللہ ومد فی عمرہ
حتی یحج الف حجۃ علی قدمیہ
ثم قتل بین الصفا والمروۃ
مظلوما ثم لم یوالک یا
علی لم یشم رائحۃ الجنۃ
ولم یدخلھا (دیلمی)

اتنی بڑھا دی جائے کہ ہزار حج
پاپیادہ بجالائے اور پھر صفا و مروہ
کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے
(باوجود ان تمام باتوں کے) اگر
تمکو دوست نہ رکھتا ہو تو اے علیؑ
ایسا شخص بوئے جنت بھی
نہیں سونگھ سکتا داخل ہونا
تو کیسا،

عن ابن عباس قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم حب علی
بن ابی طالب یاکل الذنوب
کما تاکل النار الحطب

حضرت ابن عباس سے مروی
ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام
کی محبت گناہوں کو اس طرح
فنا کر دیتی ہے جس طرح آگ
خشک لکڑی کو،

ملاحظہ ہو
ارجح المطالب و فردوس الاخبار دیلمی

کسی نے سچ کہا ہے

لولاہ لم یجد والفوا الفاظ مقتدر
لولاہ لم یفہ موا اسرار قرآن
لولاہ ما خلقت ارض ولا افلاک
لولاہ لم یتترن با لاول الثانی

کتاب فضل علیؑ ۔ اگر است آب بجار
کہ تر کنند سر انگشت و صفحہ بشمارند

امامیہ مشن کی ممبری قبول فرماکر

ناصرین اہلبیت علیہم السلام کی فہرست میں اپنا نام بھی درج کرالیجئے

چندہ لائف ممبری — کم از کم ۵۰ روپیہ یکمشت

چندہ ممبران خصوصی — " صرف سالانہ

چندہ ممبران عمومی — " صرف "

نوٹ

لائف ممبران کی خدمت میں تمام سابقہ اور آئندہ رسائل بلا طلب و بلا قیمت ارسال کئے جاتے ہیں۔

ممبران خصوصی کی خدمت میں ممبری قبول فرمانیکے بعد تمام رسائل بلا طلب و بلا قیمت ارسال ہوتے ہیں اور اگر سابقہ رسائل خرید فرمانا چاہیں تو صرف نصف قیمت چارج کی جاتی ہے

ممبران عمومی کو ممبر بننے کے بعد (بشرطیکہ وہ طلب فرماویں) تمام رسائل نصف قیمت پر دیے جاتے ہیں اور سابقہ رسائل اگر خریدنا چاہیں تو پوری قیمت لی جاتی ہے۔

فارم ممبری و دستور العمل وغیرہ طلب فرمانے پر فوراً ارسال خدمت ہونگے

الدا ـــــــ ع الی الخیر

سید ابن حسین عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن، لکھنؤ

امامیہ مشن کے تبلیغی رسالے

نمبر	نام کتاب		نمبر	نام کتاب	
۱	قاتلانِ حسینؑ کا مذہب	۴ر ۱ر	۱۹	کربلا کا آتم بلیدان ہندی	۲ر ۰ر
۲	تحریفِ قرآن کی حقیقت	۶ر ۱ر	۲۰	دی مارٹیڈم آف حسینؑ (انگریزی)	۲ر ۰ر
۳	مولود کعبہ	۱ر ۰ر	۲۱	اُسوۂ حسینی	۷ر ۱ر
۴	وجودِ حجت	۴ر ۱ر	۲۲	جنگِ صفین	۳ر ۰ر
۵	اصولِ دین اور قرآن	۴ر ۱ر	۲۳	تذکرۂ خفاظِ شیعہ حصہ اول	۶ر ۱ر
۶	اتحاد الفریقین حصہ اول	۴ر ۱ر	۲۴	" حصہ دوم	۵ر ۱ر
۷	حسینؑ اور اسلام اُردو	۱ر ۰ر	۲۵	مقصودِ کعبہ	۱ر ۰ر
۸	" ہندی	۱ر ۰ر	۲۶	مذہب باب بہار حصہ دوم	۸ر ۱ر
۹	" انگریزی	۲ر ۰ر	۲۷	مذہب اور سائنس	۱ر ۰ر
۱۰	متعہ اور اسلام	۸ر ۱ر	۲۸	معرکۂ کربلا	۲ر ۰ر
۱۱	امامت ائمہ اثنا عشر اور قرآن	۰ر ۰ر	۲۹	کربلا کا مہابودھ ہندی	۲ر ۰ر
۱۲	تجارت اور اسلام	۳ر ۰ر	۳۰	دی ٹریجڈی آف کربلا انگریزی	۲ر ۰ر
۱۳	اتحاد الفریقین حصہ دوم	۴ر ۱ر	۳۱	اسلام کی حکیمانہ زندگی	۸ر ۱ر
۱۴	علیؑ اور کعبہ	۱ر ۰ر	۳۲	دورِ استبداد	۴ر ۱ر
۱۵	رجال بخاری حصہ اول	۶ر ۱ر	۳۳	حقیقت بدا	۲ر ۰ر
۱۶	مذہب باب دبہار حصہ اول	۵ر ۱ر	۳۴	خطیب آل محمدؐ	زیرِ طبع
۱۷	نوروز و غدیر	۱ر ۰ر	۳۵	تدوینِ حدیث	۱ر ۰ر
۱۸	مجاہدِ کربلا	۲ر ۰ر	۳۶	مطلوبِ کعبہ	۱ر ۰ر

ملنے کا پتہ: آنریری سکریٹری امامیہ مشن "لکھنؤ"

پرنٹر سید محمد رضی پبلشر سید ابن حسینؑ